الحمد لله الذی جعلنا من المتمسکین بولایة علی ابن ابی طالبؑ

عید غدیر کے پر مسرت موقع

پر

حضرت آیت اللہ العظمیٰ الحاج السید صادق حسینی شیرازی

کی

جامع تقریر

ترجمہ

سید حسین اختر رضوی اعظمی

بسم الله الرحمن الرحيم

مشخصات

نام کتاب:..شعاع غدیر

مؤلف:............حضرت آیت اللہ العظمیٰ الحاج السید صادق حسینی الشیرازی دام ظلہ

مترجم:...سید حسین اختر رضوی اعظمی

سن طباعت:...........................(ہفتہ ولایت) غدیر ۱۴۲۸ھ

کمپوزنگ:..........................کوثر نقوی (الغدیر ریسرچ سینٹر ہندوستان)

ناشر:...یاس زہرا (س)

تعداد:..دو ہزار

زیر اہتمام:...................الغدیر ریسرچ سینٹر ہندوستان ۰۹۸۳۸۹۴۶۲۰۵

شابک:... ۹۷۸-۹۶۴-۲۸۴۳-۴۱-۱

WWW. Shirazi.IR

Info@Shirazi. IR

فہرست

مقدمہ ۷

عید اکبر ۹

غدیر اور نعمت کی فراوانی ۱۴

غدیر اور لوگوں سے ہمدردی ۱۹

غدیر کے فوائد ۲۳

غدیر اور انسانی محبت ۲۹

غدیر اور ہماری ذمہ داریاں ۳۲

غدیر اور جانشین ۳۷

راویان حدیث ۴۶

مقدمہ

یہ مختصر کتابچہ ''شعاع غدیر'' حضرت آیت اللہ العظمیٰ الحاج سید صادق حسینی شیرازی مدظلہ کی واقعہ غدیر کے سلسلے میں ایک اہم تقریر ہے جو بہترین اسلوب اور حسین انداز سے بیان ہوئی ہے دور حاضر کے محققین کی نظر میں غدیر ایک حادثہ نہیں بلکہ ایک فرہنگ ہے جس کا سلسلہ غدیر ۱۰ھ سے آج تک جاری وساری ہے۔

حضرت آیت اللہ شیرازی کے قول کے مطابق غدیر ایک ایسا آئینہ ہے جو ہر طرح کی اخلاقی، سیاسی اور اجتماعی اہمیتوں کو خوب اجاگر کرتی ہے اور ہر طرح کے نشیب وفراز افکار وتمدن اور اسلامی عمل کو واضح کر کے ہر طرح کی تکبرانہ چالوں کو ختم کر دیتی ہے، آقای شیرازی بیان کرتے

ہیں کہ فلسفہ غدیر حکومت بنی امیہ اور بنی عباس اور دوسری حکومتیں جو بظاہر اسلام کا لبادہ پہن کر اسلام دشمن پھیلا رہی ہیں اور آزاد مسلمانوں کو مرتد کا حکم لگا کر قتل و غارت گری، سختی و آزار کا حکم دیتی ہیں ان کے لئے زبردست دندان شکن جواب ہے غدیر ثابت کرتی ہے کہ ان افراد کی ذخیرہ اندوزی اور فضول خرچی جو اسلام کے نام پر لوگوں پر اپنا حکم چلاتے ہیں ان کا اسلام اور اسلامی حکومت سے کوئی رابطہ نہیں ہے اور ایسے افراد کی سیرت ایسی ہے جیسے عثمان کی سیرت حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھی اسی وجہ سے آپ تمام مسلمانوں، مبلغین اور مسئولین کو فرہنگ غدیر کے نشر و اشاعت کے لئے حکم دیتے ہیں اور غدیر کے مفہوم کو اجاگر کرنے کے لئے لوگوں کو تائید کرتے ہیں۔

قم، فرج اللہ الٰہی

۱۴؍بہمن ۸۱۔ ۳۰؍ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ

عیداکبر

اگرہم روایتوں کی زبانی گفتگو کریں تو ضروری ہے کہ غدیر کے دن کو خداوند عالم کی بڑی عید شمار کریں:

عن النبی 9 یوم غدیر خم افضل اعیاد امتی و هو الیوم الذی امرنی اللّٰه تعالیٰ ذکره فیه بنصب اخی علی ابن ابی طالب علماً لامتی یهتدون به ومن بعدی وهو الیوم الذی اکمل الله فیه الدین واتم علی امتی فیه النعمة ورضی لهم الاسلام دیناً. (۱)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: غدیر خم کا دن

۱۔شیخ صدوق الامالی، ۱۸۸/ ۱۹۷۔سید بن طاوس، الاقبال،۲/۲٦۴۔

میری امت کے لئے بہترین عید ہے اور وہ دن جس دن خدا نے ہمیں حکم دیا کہ اپنے بھائی علی بن ابی طالبؑ کو اپنا جانشین منتخب کروں اور لوگ میرے بعد ان سے ہدایت حاصل کریں، غدیر کا دن وہ ہے جس دن خداوند عالم نے دین کو مکمل، نعمتوں کو میری امت پر تمام کیا اور اسلام سے راضی ہوا۔

عن عبد الرحمن بن سالم عن ابیه قال سألت ابا عبد الله عليه السلام هل للمسلیمن عید غیر یوم الجمعة والاضحیٰ والفطر؟ قال نعم، اعظمهما حرمة. قلت وای عید هو جعلت فداک؟ قال الیوم الذی نصب فیه رسول الله 6 امیرالمومنین عليه السلام وقال من کنت مولاه فعلی مولاه. قلت و ای یوم هو؟ قال...... یوم ثمانیة عشر من ذی الحجة. (۱)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ کیا

۱۔ شیخ کلینیؒ، اصول کافی،۴/ ۱۴۹، ح ۳۔

مسلمانوں کی جمعہ، عید فطر اور عید قربان کے علاوہ کوئی دوسری عید نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ان سے بڑی عید رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ دن ہے جس دن رسول خدا ﷺ نے امیر المومنین علیہ السلام کو ولایت کے لئے منصوب کیا اور فرمایا: جس جس کا میں مولا ہوں میرے بعد علیؑ اس کے مولا ہیں، میں نے پوچھا، یہ واقعہ کب رونما ہوا آپ نے فرمایا: ۱۸/ ذی الحجہ کے دن۔

غدیر کا دن نہ صرف امیر المومنین علیہ السلام کا دن ہے بلکہ وہ پیغمبر سے متعلق دن بھی ہے حقیقت میں ضروری ہے کہ کہا جائے کہ غدیر خدا کا دن ہے کیونکہ خدا، رسول خدا ﷺ اور امیر المومنین علیہ السلام ایک ہی ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں خداوند عالم نے اس دن کے متعلق فرمایا: ﴿**الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً**﴾(۱) آج تمہارے دین کو مکمل اور

۱۔سورہ مائدہ: آیت ۳۔

نعمتوں کو تمام اور قوانین اسلام کو تمہارے لئے منتخب کیا ہے۔ اس آیت کے مطابق اسلام اس دن کمال کو پہنچا جس دن ولایت علی علیہ السلام کا اعلان ہوا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا: **وکانت الفرائض ینزل منها شیء بعد شیء تنزل الفریضة ثم تنزل الفریضة الاخری و کانت الولایة آخر الفرائض فانزل اللّٰہ عزوجلّ: الیوم اکملت ...... یقول اللّٰہ عزوجل: لا انزل علیکم بعدهذا الفریضة فریضة ،قد اکملت لکم هذه الفرائض۔**(۱)

واجبات اور احکام یکے بعد دیگرے نازل ہوئے جس میں ولایت سب سے آخر میں تھی جب اس حکم کا اعلان ہوا خداوند عالم نے آیت "**الیوم اکملت لکم دینکم** ......نازل کیا اور اس کے ذریعے اعلان

۱۔ قاضی نعمان مغربی، دعائم الاسلام، ۱/۱۴۔

کیا اب اس کے بعد کوئی حکم نازل نہیں ہوگا، تاکہ اس آیت کے نازل ہونے اور امیر المومنین علیہ السلام کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین منتخب ہونے کے بعد لوگ خداوند عالم کی اس آیت ﴿اطیعوا اللّٰہ و اطیعو ا الرسول و اولی الامر منکم﴾ کا مفہوم سمجھیں اور جان لیں کہ ضروری ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی پاکیزہ اولاد کی اطاعت کریں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

آخر فریضة انزلها الله الولایة: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا، فلم ینزل من الفرائض شیء حتی قبض الله رسوله ﷺ۔(۱)

فریضہ ولایت آخری فریضہ تھا جو خداوند عالم نے نازل کیا پھر اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض کر لی۔

۱۔ تفسیر العیاشی، ۱/۲۹۲/۲۰۔

غدیر اور نعمت کی فراوانی

اس آیت میں سب سے اہم اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ خداوند عالم نے اپنی نعمتوں کو مخلوقات پر ولایت کی بنا پر مکمل کیا ہے اور دونوں کو مرتبط کیا ہے یعنی جس طرح سے دین کا کمال ولایت کے ذریعے محقق ہوتا ہے اسی طرح اتمام نعمت کا اعلان بھی رسول خدا ﷺ کی جانب اعلان ولایت اور لوگوں کے قبول کرنے کی وجہ سے ہوا اور اس نعمت سے تمام نعمتیں مراد ہیں چاہے ظاہری نعمت ہو یا باطنی ،مثلا عدالت، مساوات، اتحاد و برادری، علم واخلاق ،ذہنی اور روحی سکون واطمینان آزادی اور سہولت واطمینان وغیرہ تمام کو اپنے حصار میں لئے ہے۔

اس بنا پر کچھ لوگوں نے سعی وکوشش کی اور نعمت کو اصل شریعت وولایت پر حمل کیا ہے اور اسے فقط امر معنوی شمار کیا ہے لہذا اس میں اشکال واعتراض ہے کیونکہ اس آیت میں اصل بحث نعمت سے نہیں ہے بلکہ ''اتمام نعمت'' کی گفتگو ہے قرآن میں جہاں پر بھی اتمام نعمت کا تذکرہ

ہوا ہے اس سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو دنیا میں انسان کو نصیب ہوتی ہیں۔(۱)

نتیجتاً ہم کہہ سکتے ہیں کہ ولایت امیر المومنین علیہ السلام اور دنیاوی نعمتوں کے حصول کے درمیان مستحکم رابطہ ہے اور تمام شرائط میں بہترین اور اہم شرط، آزاد وآباد معاشرہ، اخلاق و عدالت، باعظمت حاکمیت اور انسانی اور معنوی فضائل تک پہنچنا ہے یعنی غدیر کے دن رسول خدا ﷺ نے جس چیز کا اعلان کیا ہے اس کی اطاعت کریں اور ولایت امیر المومنین علیہ السلام کو عملی طور پر قبول کریں۔

دوسرے لفظوں میں، ولایت امیر المومنین علیہ السلام کی قبولیت تکوینی اثر رکھتی ہے اور یہی سبب بنتی ہے کہ زمین وآسمان بھی اس خیرات و برکات کو لوگوں پر نچھاور کرے۔

۱۔سورہ مائدہ آیت ۳و۶،سورہ بقرہ آیت ۱۵۰،سورہ یوسف آیت ۶،سورہ نحل آیت ۸۱،سورہ فتح آیت ۲۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے: **ولو انهم اقاموا التوراة والانجيل وما انزل اليهم من ربهم لأ كلوا من فوقهم ومن تحت ارجلهم۔(۱)**

اگر لوگ توریت و انجیل کے بتائے ہوئے فرمان پر عمل کرتے اور جو کچھ خداوند عالم کی طرف سے نازل ہوا تھا اس پر عمل کرتے تو ان پر ہر طرف سے نعمتیں نازل ہوتیں اور ان کی طرف زمین و آسمان کے دروازے کھل جاتے۔

اگر مختصر لفظوں میں غدیر کی تعریف کرنا چاہیں تو کہہ سکتے ہیں: غدیر وہ ہے جو پورے اسلام کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تمام قربانیوں اور زحمتوں کو اپنی آغوش میں لئے ہے اور اس کا سینہ احکام و آداب اسلامی اور ایسے مجموعہ کا مخزن ہے جو خدا کی جانب سے پیغمبر ﷺ پر نازل ہوا ہے خداوند عالم اس حقیقت کی طرف اشارہ

۱۔سورہ مائدہ: آیت ۶۶۔

کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿**یا ایھاالرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالته**﴾(۱)

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خداوند عالم کی طرف سے جو کچھ آپ پر نازل ہوا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیجئے اگر آپ نے یہ کام انجام نہ دیا تو گویا کار رسالت انجام نہیں دیا اور لوگوں کو امیر المومنین علیہ السلام کے وجود کی خیر و برکت سے محروم کیا ہے۔

جب غدیر فضائل اخلاق، مکارم و اخلاق اور خوبیوں کا اصلی خزانہ ہے اور تمام طرح کی معنوی اور تہذیبی ترقیاں اسی کی قرضدار ہیں تو سب سے اہم چیز دین کی حفاظت ہے اور اس کا انکار پورے اسلامی احکام کا انکار ہے جو پورے سرزمین پر پھیلا ہوا ہے۔

اس بنا پر جس راہ کا غدیر پر خاتمہ نہ ہو یا غدیر سے متصل نہ ہو اہل بیت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدا کی نظر میں غیر قابل قبول ہے غدیر کے

۱۔ سورہ مائدہ: آیت ۶۷۔

حقیقی معنی وہی امیر المومنین علیہ السلام کا راستہ ہے جو پوری تاریخ پر حاکم اور پوری بشریت وانسانیت پر حاکم ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام خداوند عالم کی عظیم اور بڑی نشانی ہیں اور کوئی بھی دوسری نشانی ان کی عظمت تک نہیں پہنچ سکتی، یہی وجہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اس شخص سے جو بغیر امیر المومنین علیہ السلام کے خدا واسلام کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے فرمایا: فلیشرق ولیغرب۔ اگر وہ مشرق ومغرب کی پوری سیر بھی کرلے تب بھی مقصد تک نہیں پہنچ سکتا۔

یہ انسان کی بے چارگی اور بدبختی ہے کہ دوسرے راستوں سے علیؑ اور اولاد علی علیہم السلام کے راستے کو حاصل کر کے علم ومعرفت چاہتا ہے اس طرح کی علم ومعرفت بنا پر فرض اگر حاصل بھی ہوجائے تو چونکہ وہ جوہر اخلاقی وروحی سے خالی ہے اور معنویت اور شریعت سے بھی خالی ہے تو علم و معرفت غیر مفید اور صحیح نہیں ہے۔

غدیراورلوگوں سے ہمدردی

حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کے دوران آپ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ لوگوں سے بے حد ہمدردی کرتے تھے۔

امیر المومنین علیہ السلام کی ضعیف و ناتواں افراد سے ہمدردی اس حد تک تھی کہ: **قد اکتفیٰ من دنیاہ بطمریہ و من طعمہ بقرصیہ۔(۱)**

(تمہارے امام نے) اس دنیا میں صرف دو بوسیدہ کپڑوں اور دو روٹیوں پر گذارا کیا ہے۔

نہ بلڈنگ پہ بلڈنگ بنائی نہ کسی محل میں داخل ہوئے نہ گھوڑے پر سوار ہوئے، آپ نے ان تمام مشکلوں کو صرف اس لئے برداشت کیا کہ شاید آپ کے دور حکومت میں کسی دوردراز علاقے میں ایسے افراد ہوں

۱۔نہج البلاغہ، نامہ ۴۵۔

جنہیں ایک وقت کا کھانا تک میسر نہ ہوا ہو، **ولعل هناك بالحجاز او اليمامة من لاطمع له فى القرص ولا عهد له بالشبع۔(۱)**

اور بہت ممکن ہے حجاز ویمامہ(۲) کے علاقوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہو جن کے لئے ایک روٹی کا سہارا بھی نہ ہو اور شکم سیری کا کوئی سامان نہ ہو۔

حضرت علی علیہ السلام کے قول کے مطابق کہ شاید دور دراز کے علاقوں میں کوئی بھوکا شخص ہو لہٰذا آپ کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاتے تھے اور معمولی سے معمولی کھانے پینے، پہننے جیسی چیزوں سے بھی پرہیز کرتے تھے۔

آپ دو مقصد کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ا۔آپ چاہتے تھے کہ

ا۔نہج البلاغہ، نامہ ۴۵۔

۲۔سعودی عرب کے جنوب کا ایک علاقہ جسے کبھی یمن اور کبھی حجاز میں شمار کیا جاتا تھا مگر اب یہ سعودی عرب کا ایک علاقہ ہے۔

جس طرح ایک اسلامی حاکم پرلوگ اعتراض کرتے ہیں اسے ختم کردیں اور جولوگ مختلف بہانہ بناکرآپ کی فضیلت کاانکارکرتے ہیں انہیں روک دیں(۱)۔

۲۔ایک حاکم کواس بات سے آگاہ کریں کہ یہ مسئولیت و ذمہ داری سنگین ہے اور جواس کے دورحکومت میں رنج ومشقت ،بھوک و پیاس جیسی زحمتیں برداشت کرتے ہیں ان سے آگاہ کریں اوران کے درمیان عدالت وانصاف کی ضرورت اورلوگوں سے ہمدردی اورلوگوں کےساتھ آرام اورآسایش کاانتظام کرے۔

حضرت علی علیہ السلام کی سیرت میں ہے کہ آپ دور دراز کے علاقوں میں بھی بھوکے افرادکااحتمال رکھتے ہیں اور یہ ایسی ذمہ داری ہے

ا۔یہاں تک کہ بعض اعتراض کرنے والوں نے رکوع میں انگوٹھی دینے کا بھی انکارکیا ہے جب کہ تمام مفسرین معتقد ہیں کہ یہ آیت ﴿انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ یؤتون الزکاۃ وھم راکعون ﴾حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہےاورصرف وہی اس کے مصداق ہیں۔

جو حاکم وقت کو مجبور کرتی ہے کہ اپنی ذاتی زندگی کو ان لوگوں کی زندگی کی طرح منظّم کرے اور ان کے غم والم میں شریک رہے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں غدیر کی عظمت اور واضح ہو جاتی ہے اور اس دن کی عظمت و رفعت دن بہ دن واضح و آشکار ہو جاتی ہے ایسی عظمتیں جو انسان کی عقلی، روحی، مادی و معنوی چیزوں کی ضمانتدار ہیں اور انسانوں اور حاکموں کی سعادت کو محکوم کرتی ہیں۔

غدیر کے فوائد

غدیر کی عظمت وفضیلت اس قدر وسیع وعمیق ہے کہ کوئی بھی شخص اس کو درک نہیں کرسکتا، اس میں سے بعض فضیلتیں یہ ہیں جو علی علیہ السلام کے رفتار وگفتار میں رونما ہوئی ہے، نمونہ کے طور پر مختصر مگر بے حد عمدہ عبارت کی طرف قارئین کو متوجہ کرتے ہیں مولائے متقیان فرماتے ہیں:

واللّٰہ لو اعطیت الا قالیم السبعة بما تحت افلاکھا علی ان اعصی اللّٰه فی نملة اسلبھا جلب شعیرة، ما فعلت. (۱)

خدا کی قسم اگر مجھے ساتوں آسمانوں کی حکومت بھی دی جائے کہ خدا کی معصیت کے لئے چیونٹی کے منہ سے جو کا دانہ نکال دوں تب بھی میں ایسا نہیں کروں گا۔

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲۵۴، صبحی صالحی۔

حضرت علی علیہ السلام کے اس کلام کا بہترین وعمدہ درس یہ ہے کہ آپ نے اپنے مقصد کو بیان کرنے میں لفظ ''لوٗ'' استعمال کیا ہے ''لوٗ'' حرف شرط اور ''اگر'' کے معنی میں ہے اس فرق کے ساتھ کہ فارسی میں ''اگر'' کے معنی ''لوٗ'' سے زیادہ وسیع ہیں اور کبھی کبھی مساوی و برابر شرط کے لئے استعمال ہوا ہے اور کبھی غیر شرط کے لئے، خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے﴿لو کان فیھما آلھة الا اللّٰہ لفسدتا﴾(۱)اگر آسمان وزمین میں خدا کے علاوہ کوئی اور خدا ہوتا تو دونوں فساد واختلاف کی وجہ سے ختم ہو جاتے، لیکن چونکہ ایسا نہیں ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ زمین وآسمان اپنی حالت پر باقی ہیں اور ختم نہیں ہوئے۔

اسی طرح جب ہم کہتے ہیں: اگر بال و پر ہوتا تو پرواز کرتے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ چونکہ اس وقت بال و پر نہیں ہیں لہذا پرواز کا امکان بھی نہیں ہے اس مطلب کی بنیاد پر''واللہ لو اعطیت ......کا مطلب یہ ہے

۱۔سورہ انبیاء، آیت۲۲۔

کہ چونکہ ساتوں افلاک کی حکومت نہیں رکھتا لہذا محال ہے کہ گناہ ومعصیت کی بناپر حکم خدا کی مخالفت میں چیونٹی کی منھ سے ایک جو کا دانہ نکال لوں۔

امام علی علیہ السلام کے کلام میں دوسرا اور بہترین وعمدہ نکتہ یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں ساتوں افلاک کی حکومت ملنے کے باوجود بھی ایک چیونٹی پر ستم نہیں کرسکتا اور خدا کے حکم کی خلاف ورزی کر کے اس کے منھ سے جو کا دانہ نکال نہیں سکتا، چونکہ ''نملۃ'' میں ''تاء'' وحدت کی ہے اور ایک چیونٹی کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔

اس کلام میں تیسرا اور بہترین نکتہ یہ ہے کہ اس میں لفظ ''جلب شعیرۃ'' استعمال ہوا ہے جلب شعیرہ جو کے دانہ کے سب سے باریک ونازل چھلکے کو کہتے ہیں جو خود بخود جدا ہو کر گر جاتا ہے یقیناً اگر جو کے دانہ کے چھلکے سے بھی کمتر کوئی چیز ہوتی تو امام علی علیہ السلام ساتوں آسمانوں کی حکومت کا اس سے مقایسہ کرتے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اس کلام کے ذریعہ حاکموں

اور ذمہ داروں پر اپنی حجت تمام کردی اور ان کے اعمال و کردار کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائی وہ حاکم جو ایک بالشت زمین یا مختصر سی دولت، یا پست دنیا کے معمولی سے مقام و منصب کے لئے ہر جنایت کے مرتکب ہوتے ہیں اور ہزاروں بے گناہ و معصوم لوگوں کو قتل کر کے ان کا خون بہادیتے ہیں۔

جب غدیری پیغام میں چیونٹی کے منھ سے ایک دانہ نکالنا گناہ ہے تو ایک دوسرے پر الزام تراشی بدگمانی قتل و غارتگری وغیرہ کا کیا نتیجہ ہوگا اس غدیری پیغام کے برعکس بنی امیہ اور بنی عباس کا نظریہ ہے، جنھوں نے لوگوں کو صرف علی علیہ السلام سے محبت کرنے کی وجہ سے قتل کردیا یا صرف سوء ظن اور فکری اور عقیدتی اختلاف کی وجہ سے انہیں لوگوں سے دور کردیا۔

یہاں تک کہ علی علیہ السلام سے پہلے کے خلفاء نے بھی اسی روش پر عمل کیا اور اپنے مخالفوں کی مختصر سی غلطیوں پر انہیں اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا یہی وجہ ہے کہ ابو بکر نے ایک لشکر خالد بن ولید کی سپہ سالاری میں روانہ کیا تاکہ مخالفوں پر ظلم وستم کرے اور اس نے بدترین اور وحشتناک

طریقوں سے مسلمانوں کو خاک وخون میں غلطاں کیا۔

یہ جنگیں اگر چہ ''ردّہ کی جنگوں، کے نام سے مشہور ہیں اور مرتدوں کی جنگ مشہور ہے لیکن اکثر وہ افراد جو خالد بن ولید کے ہاتھوں قتل ہوئے وہ بے گناہ مسلمان تھے اور ان کو مرتد کہنا صرف ایک بہانہ تھا (۱) اس کے علاوہ خالد بن ولید نے جوان لوگوں سے جنگ کرنے میں طریقہ اپنایا وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے حکم وعمل اور اسلام کے قانون کے بالکل برعکس تھا وہ طریقہ یہ تھا مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے اونچائی سے زمین پر پھینکنا، آگ میں جلانا، مثلہ (ٹکڑے ٹکڑے) کرنا اور لوگوں کو کنویں میں ڈالنا وغیرہ۔

رسول خدا ﷺ نے صریحی طور پر حکم دیا تھا کہ کتے تک کہ بھی مثلہ نہ کیا جائے۔ حضرت علی علیہ السلام اپنی آخری وصیت میں اپنے

۱۔ تاریخ طبری ۳/ ۱۱۸۹۔ ۱۳۰۳، محمد حسین روحانی، محمد بن عمر بن واقد، کتاب الردّہ، ۱۴۰، تاریخ یعقوبی ۲/ ۹، محمد ابراہیم آیتی۔

وارثوں کوتاکید کرتے ہیں کہ میرے دشمن کوبھی مثلہ نہ کرنا فرماتے ہیں:

فانی سمعت رسول الله 6یقول ایاکم والمثلة ولو بالکلب العقور. (۱)(خبردار کسی کی لاش کو مثلہ نہ کرنا اگرچہ کاٹنے والا کتاہی کیوں نہ ہو)۔

حضرت رسول خدا ﷺ نے کئی مرتبہ فرمایا: کہ کتّے کا بھی مثلہ نہ کرو(چہ جائیکہ انسان کا مثلہ) یہ خالد بن ولید کے ظلم وستم کا مختصر نمونہ تھا جو خلیفہ اول کے حکم سے انجام دیا گیا۔

۱۔نہج البلاغہ نامہ ۴۷، صبحی صالح ۔(مثلہ یعنی کسی کی لاش کے ہاتھ پیر کاٹنا۔مترجم)

غدیراورانسانی محبت

عیدغدیرکی برکتوں میں سے ایک حضرت علی علیہ السلام اوران کے بعد ائمہ کی شخصیت کی شناخت ومعرفت ہے جو غدیر کے دن رسول خدا ﷺ کی طرف سے ان کی جانشین منتخب ومنصوب ہوئے اورمخلوقات پر خداوندعالم کے رحمت کے ظواہراوراس کے اسماء حسنہ کے مصداق ہیں جیسا کہ اس آیت ﴿ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا ﴾(۱) کی تفسیر کا بعض حصہ اس پر منطبق ہوتا ہے امیر المومنین علیہ السلام کی اپنی مخلوق کے ساتھ الفت ومحبت اس حدتک تھی کہ اپنی پوری غذا یتیم،اسیراور مسکین کو دیدیتے تھے اورخود بھوکے رہتے تھے آپ کی غذا کیا تھی؟ ایک روٹی !اوربستر شہادت پرحکم دیتے ہیں کہ جتنی مقدار میں میرے لئے دودھ دوا کے طور پر لائے ہوا تنا ہی دودھ میرے قاتل ابن ملجم کو دواورتاکید

ا۔سورہ اعراف،آیت ۱۸۰۔

کرتے ہیں کہ جب تک وہ قید میں ہے اس کی حفاظت کرنا اس کے کھانے پینے سے غافل نہ ہونا اور اس کے لئے بہترین ومناسب جگہ رکھنا اور اسے لباس و پوشاک کے لئے کوئی مشکل نہ ہو۔(۱)

بلکہ آپ نے ان سے کہا کہ ابن ملجم کو معاف کر کے آزاد کر دیں.

ان اعف فالعفو لی قربة وهو لکم حسنة فاعفوا،الا تحبون ان یغفر اللّٰه لکم(۲)

۱.اطیعوا طعامه الینوا فراشه، فان اعش فانا ولیّ دمی، فاماعفوت واما اقتصصت ،وان امت فالحقوه بی،ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین۔

بلاذری: انساب اشراف۳/ ۲۶۵۔ابن قتیبہ الامامة والسیاسة ۱۸۱ دوسری جگہ پر ہے کہ آپ نے فرمایا: اطعموه من طعامی، اسقوه من شرابی، فان انا عشت رایت فیه رایی ، وان انامتّ فاضربوه ضربة لا تزیدوه علیها۔

وہی آب ودانہ جو مجھے دے رہے ہو اسے بھی دینا اگر میں زندہ رہا تو میں خود اس کے متعلق سزا معین کروں گا لیکن اگر شہید ہو گیا تو تم صرف ایک ہی وار کرنا زیادہ نہیں۔

خوارزمی، المناقب ۳۸۸/۴۰۳، مقتل امیر المومنینؑ ۲۳۔۴۰۔

۲۔نہج البلاغہ، نامہ ۴۷۔صبحی صالحی

مورخین کے لکھنے کے مطابق جب حضرت علی علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو آپ کی زرہ بھی کسی یہودی شخص کی گروی تھی لیکن جب عثمان بن عفان قتل ہوا تو اس کے منقولہ اموال میں ایک لاکھ پچاس ہزار سے زائد دینار اور ایک میلیون (دس لاکھ) درہم تھے اور وادی القریٰ حنین اور دوسرے علاقہ میں اس کی ملکیت دو ہزار دینار تک تھی اور اس کے پاس بے شمار اونٹ اور گھوڑے تھے۔(۱)

بہر حال عثمان کی عظیم ملکیت کو حضرت امام علی علیہ السلام کے باقی قرض سے اگر مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ فرق کہاں سے کہاں تک ہے اور اس طرح سے آپ حضرت علی علیہ السلام اور غدیر کی عظمت سے واقف ہو جائیں گے یہی وہ جگہ ہے جہاں انسان پر غدیر کی عظمت و رفعت ظاہر ہوتی ہے اور سمجھ جاتا ہے کہ کیوں حضرت رسول خدا ﷺ نے اس دن کو سب سے بڑی عید قرار دیا ہے۔

۱۔مقدمہ ابن خلدون، ۱/۳۹۳، محمد پروین گنابادی۔

غدیر اور ہماری ذمہ داریاں

غدیر کی حقیقت اور اپنی ذمہ داریوں کے متعلق سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم خود اپنے سے سوال کریں کہ اس وقت دنیا غدیر سے کتنا واقف ہے اور اس کے فضائل و کمالات سے کس درجہ آگاہ ہے؟ اور اس کے متعلق ہمارا وظیفہ کیا ہے اور خدا اور معاشرے کے سامنے ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

حقیقت تو یہ ہے کہ آج کا معاشرہ غدیر کی صحیح معرفت سے بخوبی واقف نہیں ہے جس کی سب پہلی ذمہ داری ہمارے سر ہے اگر ہم نے صحیح طریقے سے اپنے وظیفے پر عمل کیا ہوتا اور لوگوں کے سامنے اس کے صحیح مفہوم و مطالب کو بیان کیا ہوتا تو اس وقت جو حالات ہیں اس سے بہتر

حالات ہوتے ہم پر لازم تھا کہ ہم غدیر کی عظمت کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے۔غدیر یعنی رفاہ و راحت کی وسعت اور انسانی معاشرہ کی ترقی و آبادی اور وسعت، غدیر: یعنی معاشرے میں اقتصادی اور مالی حالت کا مساوی تقسیم ہونا اور ذخیرہ اندوزی وغیرہ سے پرہیز کرنا، غدیر کی نظر میں مال و دولت کے ذمہ دار وہ ہیں جو لوگوں کے ساتھ امانتداری سے پیش آئے۔خلاصہ یہ کہ غدیر یعنی خداوند عالم نے اہل عدل وانصاف سے عہد و پیمان لیا ہے کہ اپنی زندگی کو معاشرے کے ضعیف و ناتوان افراد کی طرح گذاریں اور کھانے پینے پہننے، مکان اور آرام و آسایش کے وقت ان کو نظر میں رکھیں۔

آخر میں ہم پھر تاکید کرتے ہیں کہ غدیر اور امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے لہذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے وظیفے پر صحیح طریقے سے عمل کریں۔

اس دور میں ان تمام ذمہ داریوں میں سب سے اہم ذمہ داری غدیر کے صحیح مفہوم و پیغام کا نشر کرنا اور لوگوں کو اس آسمانی دسترخوان سے روشناس کرانا ہے اگر ایسا ہوا تو مشکلیں درپیش نہ ہوں گی اور ظالم و جابر اپنے ظلم وستم سے باز آ جائیں گے اور ایک دن ایسا آئے گا جب انسان وحشت زدہ ماحول سے آزاد ہو کر آرام و آسائش عدل و انصاف اور آزادی تک پہنچ جائیں گے پس جب بھی غدیر کا تذکرہ ہوگا اس وقت یہ تمام وظائف اور صفات یاد آئیں گے جو امیر المومنین علیہ السلام کے اندر موجود اور ان کی عظیم و پاکیزہ شخصیت سے ظاہر ہے۔

کیا تاریخ میں علی علیہ السلام جیسا عادل کوئی موجود ہے جو کمزور لوگوں سے بھی ہمدردی اور محبت کرے؟

یہاں حضرت امام رضا علیہ السلام کے کلام کا بہترین مفہوم واضح ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں: **لو عرف الناس فضل ھذا الیوم**

بحقیقته لصافحتهم الملائکة فی کل یوم عشر مرات۔(۱)

اگرلوگ غدیر کے دن کی حقیقت وعظمت کو جانتے تو روزانہ فرشتوں سے دس مرتبہ مصافحہ کرتے۔

و صلی اللہ علی محمد و آلہ الطاھرین

تکمیل ترجمہ

سیدحسین اختر رضوی اعظمی

۱۴رشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

شب ولادت امام عصرعلیہ السلام

۱۔مجلسی، بحارالانوار،۹۴/ ۱۱۸۔

غدیر اور جانشین

سید حسین اختر رضوی اعظمی

جنرل سکریٹری الغدیر فاؤنڈیشن ہندوستان

پیغمبر اسلام ﷺ خانہ خدا کو الوداع کہہ رہے ہیں، ہجرت کا دسواں سال اپنی آخری منزلوں کو طے کرتا ہوا آخری مرحلے پر آ پہنچا ہے، حج کا موسم ہے، حجاز کے بیابان، کثیر جمعیت کے ساتھ، گواہی دیتے نظر آ رہے ہیں کہ تمام مسلمان ایک ہی شعار اور ایک منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

اس سال حج کی عجیب شان وشوکت ہے مسلمانوں میں جوش و خروش بھی کچھ زیادہ نظر آ رہا ہے اور یہ مسلمان ہے جو اپنے کاروبار کو چھوڑ کر مکہ پہنچنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ لبیک لبیک کی آوازیں مکہ کے بیابانوں سے بلند ہوکر ساری دنیا میں پھیل رہی ہے قافلے یکے بعد دیگرے مکہ سے قریب ہو رہے ہیں، جدھر دیکھئے حاجیوں کا مجمع نظر آ رہا ہے، سب کا لباس ایک، سب کا لباس ایک، سب کا شعار ایک، ہر حاجی

آنسوؤں کے سائے میں حرم خدا تک پہنچنے کی دھن میں مگن ہے، حرم خدا، یعنی وہ گھر جس کی تعمیر حضرت خلیل خدا - نے کی تھی، ہر شخص طواف خانہ خدا میں مصروف ہے، اس سال حاجیوں کی تعداد ہمیشہ سے زیادہ معلوم ہوتی ہے، وہ تعداد جو مورخین نے بیان کی ہے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) ہے۔(۱) ایک مرتبہ پیغمبر اسلام ﷺ کی نگاہ بلند ہوئی کیا دیکھا، مسجد مسلمانوں سے پر ہے اور سبھی حکم انما المومنون اخوۃ (مومن مومن کا بھائی ہے) کے تحت یکجا ہے۔

پیغمبر ﷺ کے چہرے پر خوشی کے اثرات نمایاں ہیں کیونکہ آج ایک بڑے کارنامے کو انجام دینا ہے اور اپنی رسالت کو لوگوں تک بہترین طریقے سے پہنچانا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ پیغمبرؐ کے چہرے پہ رغم کے اثرات بھی نمایاں ہیں، جو اس خوشی کے ماحول کو ختم کر رہے ہیں۔ کیوں؟

اس لئے کہ پیغمبر ﷺ کو اس بات کا خوف ہے کہیں بعد وفات یہ اتحاد ختم نہ ہو جائے اور دوبارہ یہی برادری و بھائی چارگی ختم ہو جائے، رسول اکرم ﷺ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ معاشرے کو ایک

رہبر، امام عادل کی سخت ضرورت ہے ورنہ وہ خدمات وزحمات جو دین اسلام کی خاطر برداشت کی ہیں ختم ہوجائیں اور یہی وجہ ہے کہ جب بھی آپ کبھی مدینے سے باہر تشریف لے جاتے تھے تو اپنے تمام امور کی ذمہ داری ایک عادل وامین شخص کے حوالے کر جایا کرتے تھے، کسی وقت بھی اس مہربان وشفیق پیغمبرؐ نے اپنی اس امت کو حوادث کے حوالے نہیں کیا۔(۲)

اور یہ بات بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روز روشن کی طرح واضح تھی کہ ان کے بعد امامت ورہبری کے لئے کون مناسب ہے اور لباس خلافت کس شخص کو زیب دیتا ہے، اس عہدہ کے لئے وہی شخص مناسب ہے جو روز ذوالعشیرہ بزرگان قریش اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے درمیان جانشین کی حیثیت سے معین ہوا، وہ مرد طاہر، خدا پرست ہے، جس نے ایک لحظہ کے لئے بھی کسی کو خدا کا شریک نہیں جانا اور نہ ہی کسی بت کے سامنے اپنا سر جھکایا، جو اسلام کا مخلص سپاہی ہے، جس نے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کیا ہے اور مقام قضاوت میں

جس کا نظیر نہیں پایا جاتا، وہ ہر شخص کے لئے جانا اور پہچانا ہے اور وہ بابرکت و باعظمت ذات مقدس حضرت علی -کی ہے۔دیکھتے ہی دیکھتے مراسم حج تمام ہوئے ،لوگ اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہوگئے، اچانک حجاز کے صحرا سے ایک آواز بلند ہوئی جو آگے بڑ گئے ہیں وہ پلٹ آئیں، جو پیچھے رہ گئے ان کا انتظار کیا جائے ، یہ کس کی آواز تھی ، یہ ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تھی اور کیوں بلند ہوئی تھی؟اس لئے کہ حکم خدا آ گیا تھا:

﴿یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس﴾

اے رسول! جوحکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے پہنچادو اور اگر نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔(۳)

آخر اس حکم میں اتنی شدت کیوں ہے؟ یہ کونسا فرمان الٰہی ہے کہ اگر رسول ﷺ انجام نہ دیا تو ان کی ساری محنت رائگاں جائے گی، مفسرین

کا اتفاق ہے وہ کام ولایت علی - کے اعلان کے علاوہ کچھ نہ تھا، جس کو پہنچانے میں پیغمبر اسلام ﷺ کو اس بات کا خطرہ تھا کہ کہیں آپس میں اختلاف نہ ہو جائے اور اسی لئے آپ بہترین موقع کا انتظار کر رہے تھے جیسے ہی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی پیغمبرؐ سمجھ گئے کہ جس لمحہ کا انتظار تھا وہ آپہونچا ہے اور پھر آپؐ نے بے آب و گیا تپتے صحرا میں مسلمانوں کو رکنے کا اعلان کر دیا تا کہ مسئلہ ولایت و خلافت کو جو اسلام کی روح ہے با قاعدہ طور پر مسلمانوں کے درمیان بیان کر دیں۔

اور ادھر مسلمان اس بات سے بے خبر تھے کہ آخر ایسے تپتے ہوئے صحرا میں روکا گیا ہے؟ اور کونسا اہم مسئلہ پیش آ گیا ہے؟ ابھی مسلمان اسی فکر میں غرق تھے کہ گلدستہ اذان سے صدا بلند ہوئی اور فریضہ نماز ظہرین کے بعد کجاؤں کا منبر بنایا گیا جس پر پیغمبر اکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے، ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ مومنین کے نفسوں پر اپنی اولویت کا اقرار لیا اور پھر مسلمانوں نے نبی کے ہاتھوں پر بلند اپنے امام اور سرپرست و مولیٰ کی زیارت کی، منظر اس قدر لطیف تھا کہ

خاموشی سے ہر مسلمان اپنی نگاہیں اسی طرف جمائے بیٹھا تھا ایسا سکوت تھا کہ بقولے شاعر:

دو لاکھ کے مجمع پہ سکوت ایسا تھا طاری
اک سوئی بھی گر جائے تو آواز کرے گی

تاریخ اس منظر کو ہرگز فراموش نہیں کرسکتی ،ایک بیابان میں اس طرح کا اہتمام ،کجاوٴں کے منبر سے پیغمبر اسلام ﷺ و نورانی گونج، آپؐ نے خداوند عالم کی حمد و ستائش کے بعد سب سے پہلے اپنی موت کی خبر سنائی کہ میں عنقریب تمہارے درمیان سے رخصت ہو کر خدا کی بارگاہ میں جانے والا ہوں۔ (۴) اور اس کے بعد مسلمانوں کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بتاوٴ! تمہارے لئے کیسا پیغمبر تھا؟ مسلمانوں نے ایک آواز ہو کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیشہ وعظ اور نصیحت کی، ایک لمحہ بھی آپ ہماری تربیت سے غافل نہ ہوئے ، خدا آپ کو بہترین اجر عطا کرے پھر رسول اسلام ﷺ نے فرمایا کہ کتاب خدا اور معصوم راہبر میرے بعد تمہارے ہدایت کے لئے موجود ہیں ،تم ہمیشہ ان کی پیروی

کرتے رہو کہ گمراہ نہ ہوسکو اور پھر حضرت علی -کو اپنے ہاتھوں پر بلند کیا اور کہا کہ کیا میں تمہارا سر پرست نہیں ہوں اور تم پر تمہاری جانوں سے افضل نہیں ہوں؟ ایک زبان ہوکر مسلمانوں نے جواب دیا: ہاں یا رسول اللہ ﷺ!

پھر آپؐ نے فرمایا: خداوند عالم سر پرست و سردار ہے اور میں مومنین اور مومنات کا سردار ہوں اور پھر فرمایا:

من كنت مولاہ فهذا علی مولاہ

اور کئی مرتبہ اس جملے کی تکرار کی، یعنی جس طرح میں تم سب کا مولا اور سر پرست ہوں اسی طرح یہ علیؑ بھی تمہارے سردار اور سر پرست ہیں اور اختتام خطبہ میں یہ بھی تاکید کردی کہ دیکھو! جو اس بزم میں شریک نہیں ہے اس تک یہ پیغام الٰہی پہنچا دینا، مسلمان ابھی اپنے جگہ سے اٹھنے ہی والے تھے کہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتی ورضيت لكم اسلام دينا﴾

آج میں نے تمہارے دین کو کامل اور اپنی نعمتوں پورا کردیا اور تمہارے دین اسلام کو پسند کیا۔(۵)

اب کیا تھا مسلمان جوق در جوق آ کر مولائے کائنات کو تہنیت و مبارکباد پیش کرنے لگے، مجمع اس قدر تھا کہ مبارکبادی کا سلسلہ کئی دنوں تک جاری رہا۔ سب سے پہلے مبارکباد پیش کرنے والے عمر تھے جنہوں نے تبریک ان الفاظ میں میں پیش کی جو آج بھی تاریخ کے زرین صفحات پر درج ہے اے علیؑ! اے ابوطالبؑ کے فرزندار جمند مبارک ہو مبارک ہو کہ آپ ہمارے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا قرار پائے۔(۶)

راویان حدیث

جن راویوں نے حدیث غدیر کو نقل کیا ہے ان کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار بیان کی جاتی ہے، کیونکہ جتنے لوگ بھی غدیر خم موجود تھے سب نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حدیث غدیر اور خلافت مولائے کائنات کو اس سفر کے اہم ترین حادثے کے عنوان سے لوگوں تک

پہونچایا اور من وعن تمام واقعات بیان کئے، یہی وجہ تھی کہ واقعہ غدیر تمام لوگوں کے درمیان دوبارہ تازہ ہوگیا۔

مرحوم علامہ امینی نے اپنے شہرۂ آفاق کتاب ''الغدیر'' میں اہل سنت کے ۳۶۰ر دانشوروں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حدیث غدیر کو نقل کیا ہے اور مرحوم آیت اللہ میر حامد حسین لکھنوی نے اپنی عظیم کتاب ''عبقات الانوار'' میں سو سے زیادہ اہل سنت کے بڑے دانشوروں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حدیث غدیر کو بیان کیا ہے اور مرحوم آیت اللہ مرعشی نجفی نے اپنی کتاب ''شرح احقاق الحق'' ج ۱۱، میں اہل سنت کے بڑے دانشوروں کا تذکرہ کیا ہے، جنہوں نے حدیث غدیر کو بیان کیا ہے اور اسی حدیث غدیر کو ایک سو دس اصحاب پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے اور ۸۴ر افراد اصحاب کے تابعین میں سے ہیں، جنہوں نے حدیث غدیر کو نقل کیا ہے (۷)

اسی طرح حدیث غدیر کو ۳۶۰ر علمائے اہل سنت نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ (۸) اور اسی حدیث غدیر کو اہل سنت کے ۴۳ر بزرگ

علماء نے اسی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے: ''ھذا حدیث صحیحاً لاریب و شک فیه ''(۹)اس کے علاوہ بہت سے بزرگ علماء نے حدیث غدیر اور واقعہ غدیر پر کتابیں بھی لکھیں ہیں ۔
واقعہ غدیر کو ۲۵ سال گذر چکے تھے، ایک دن مولائے کائنات نے مسجد کوفہ میں اعلان کیا کہ وہ افراد جنھوں نے خود پیغمبر اسلام ﷺ کی زبان مبارک سے اعلان غدیر سنا ہے اسے بیان کریں، پس ۳۰/آدمی اپنی جگہ سے اٹھے اور حدیث غدیر کو لوگوں کے درمیان نقل کیا ہے(۱۰)۔

معاویہ کے مرنے سے دو سال پہلے امام حسین - نے بنی ہاشم، انصار اور تمام حاجیوں کو منیٰ کے میدان میں جمع کر کے ارشاد فرمایا: تم پر خدا کی قسم، کیا رسول اسلام ﷺ نے غدیر کے دن علی - کو امت اسلام کا رہبر نہیں بنایا تھا؟ سب نے مل کر کہا: ہاں بیشک بنایا تھا۔

ان تمام اقوال، قرائن اور شواہد سے یہ بات واضح ہے کہ کلمۂ ''مولیٰ'' ولی کے معنی میں ہے اور اس سے مراد حاکم اور سرپرست امت اسلامی ہے، اس کے علاوہ دوسرے معنی میں اس کا استعمال صحیح نہیں ہے،

اس لئے چند نکتوں کی طرف یہاں اشارہ ضروری ہے۔

۱۔پیغمبراسلام ﷺ نے حدیث غدیر کو بیان کرنے میں تاخیر کی اور جب تک خداوند عالم کا صریح و شدید پیغام نہ آیا ،اعلان ولایت نہیں کیا۔

اب کیا ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ حدیث غدیر میں ولایت علیؑ سے مراد دوستی علیؑ ہے؟ اگر ہدف ومقصد ولی کی دوستی بیان کرنا تھا تو اس اعلان کے لئے: ﴿ واللہ یعصمک من الناس ﴾ کی ضرورت سمجھ میں نہیں آتی لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مراد دوستی علیؑ نہیں تھی بلکہ جانشینی و خلافت مراد تھی۔

۲۔قبل اس کے کہ پیغمبراسلام ﷺ جملہ ''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ ''لوگوں کے سامنے بیان کریں اپنی سرپرستی واولویت کا اقرار لوگوں سے لے لیا اوراس مقدس مقام کو حضرت علی - کے لئے قرار دیا اس کے فوراہی بعد ارشاد فرمایا جس جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ علیؑ مولا ہیں۔

۳۔ حسان ابن ثابت نے پیغمبر اسلام ﷺ کی اجازت سے واقعۂ غدیر کو اشعار کی شکل میں سجا کر لوگوں کے سامنے پیش کیا اور آنحضرت ﷺ نے اس کی تائید کی، بعض اشعار اس طرح ہیں:

فقال له قم یا علی فاننی

رضیتک من بعدی اماماً وهادیا

فمن کنت مولاه فهذا ولیه

فکونوا له اتباع صدق موالیا (۱۱)

حسان بن ثابت نے اپنے اشعار میں مقام خلافت و امامت امام علی -کو بیان کیا ہے اور اتنی بڑی جمعیت کے باوجود کسی نے بھی حسان بن ثابت پر اعتراض نہیں کیا کہ کیوں! کلمہ مولا کو غلط معنی میں استعمال کر رہے ہو؟ بلکہ سبھی نے حسان بن ثابت کی تشویق و تائید کی، جس وقت رسول اکرم ﷺ نے اپنی ولایت و ریاست الٰہی کا اعتراف لوگوں سے لیا۔ مولائے کائنات سے فرمایا: اے علیؑ! اٹھو! میں اپنے بعد اپنی امامت و رہبری سے راضی ہوں، پس جس جس کا مولا ہوں اس کے یہ علیؑ بھی مولیٰ

اور سرپرست ہیں۔ پس تم سب علیؑ پیروی کرنا۔

یہ ہیں حسان بن ثابت کے اشعار جس میں انہوں نے مسلمانوں کے درمیان اور پیغمبر ﷺ کے سامنے کلمۂ مولیٰ کو امام اور جانشین کے معنی میں استعمال کیا لیکن کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا لہذا اس بات سے ثابت ہے کہ سبھی نے مولیٰ اسی معنی میں سمجھا تھا۔

۴۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اعلان غدیر کے تمام ہونے کے بعد مولائے کائنات کو حکم دیا: اے علیؑ جاؤ! ایک خیمہ میں بیٹھ جاؤ اور ادھر مسلمانوں کو حکم دیا کہ علی - کی زیارت کو جائیں اور انہیں مبارکباد پیش کریں اور ان کی بیعت کریں یہاں تک کہ اپنی عورتوں سے بھی فرمایا کہ جا کر علیؑ کو مبارکباد پیش کریں۔ (۱۲)

اور یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ اعلان غدیر جانشینی امامت سے مخصوص تھا۔

۵۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا: کہ تم لوگ مجھے مبارکباد پیش کرو کہ خداوند عالم نے مجھے پیغمبر (رسالت) اور میرے خاندان کو امامت

کے لئے چنا۔

۶۔قیس بن سعد نے معاویہ (علیہ الہاویہ) سے کہا: قسم بہ خدا کوئی شخص بھی انصار، قریش، عرب وعجم سے مقام خلافت کے لئے مناسب نہیں ہے، بلکہ یہ مقام صرف اور صرف علیؑ اوران کے فرزندان اطہار سے مخصوص ہے، معاویہ نے غضبناک ہوکر کہا: اے قیس! اس بات کو تم کہاں سے بیان کررہے ہو؟ تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ قیس نے جواب دیا: علی -وہ شخص ہے کہ جس کو پیغمبر اسلام ﷺ نے غدیر کے میدان میں امت اسلامیہ کا رہبر قرار دیا اور لوگوں سے کہا ہر وہ شخص جس پر میں مقدم و سرپرست ہوں، علیؑ بھی اس پر مقدم اور سرپرست ہیں۔(۱۳)

۵۔ بہت سی روایتوں میں مسئلہ غدیر معمولی تبدیلی کے ساتھ نقل ہوا ہے جو مقام خلافت وامامت کی تصریح کرتا ہے از جملہ یہ کہ علیؑ میرا جانشین اور تمہارا امام ہے۔(۱۴)

ان تمام موارد اور شواہد کے بیان کے بعد کوئی شک وشبہ حدیث غدیر اور واقعہ غدیر کے متعلق باقی نہیں رہتا اور صاحبان عقل کے لئے حدیث

کے معنی روشن وواضح ہے۔

اب آیئے دیکھیں کہ آخر غدیر ہے کیا؟

۱۸ر ذی الحجہ یوم غدیر اہمیت وعظمت کے لحاظ سے اسلام کی سب سے بڑی عید ہے۔(۱۵)

عید غدیر دنیائے اسلام کی تاریخ میں عظیم اہمیت کی حامل ہے، جس کی فضیلت آفتاب عالمتاب سے روشن تر اور عظمت بدر کامل سے زیادہ ضوفشاں ہے۔ چنانچہ جس نے سب سے پہلے، عید غدیر کو عظیم اسلامی عید قرار دیا وہ خود حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

غدیر یعنی اللہ ومحمد وآل محمدؑ کی عظیم عید، غدیر یعنی حق کے واضح اور روشن کرنے کا دن، غدیر یعنی روز عہد و پیمان، غدیر یعنی روز تکمیل دین اور اتمام نعمت، غدیر یعنی حق وایمان کے بیان کرنے کا دن، غدیر شیطان کو راندۂ درگاہ کئے جانے کا دن، غدیر گواہوں کی گواہی دینے کا دن، غدیر لوگوں کی آزمائش کا دن، غدیر اعمال کی قبولیت کا دن، غدیر زینت و آرائش کا دن، غدیر جس دن خدائی حکومت کا سنگ بنیاد رکھا گیا، غدیر محمد و

آل محمدؐ پر کثرت سے صلوات بھیجنے کا دن، غدیر گناہوں کے ترک کرنے کا دن، غدیر اعمال و عبادت کرنے کا دن، غدیر تہنیت و مبارکباد پیش کرنے کا دن، غدیر مسکرانے اور تبسم کرنے کا دن، غدیر جس دن شیطان نے گریہ کیا، غدیر حاسدین کے جلنے کا دن، غدیر جس دن آفتاب طلوع ہوا، غدیر جس دن ہوائیں چلیں، غدیر جس دن آدم کی توبہ قبول ہوئی، غدیر جس دن طوفان نوحؑ کو سکون نصیب ہوا، غدیر جس دن ابراہیمؑ نبی کے لئے نار نمرود گلزار ہوئی، غدیر جس دن حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوشعؑ کو اپنا جانشین بنایا، غدیر جس دن شمعون کو اپنا جانشین بنایا، غدیر جس دستور رہبری قیامت تک کے لئے نافذ کیا گیا، غدیر جس دن فرائض نبوت کے ۲۳ رسالہ نتائج نگاہوں کے سامنے آئے، غدیر جس دن زمین سے آسمان تک قبول واعتراف حق کا نور ضوفشاں ہوا، غدیر جس دن دیوان قضا میں انبیاء سابقین کے تبلیغی کارناموں پر ختم رسالت کی مہر ثبت ہوئی، غدیر جس دن خود رسالت مآب نے مبارکباد چاہی، غدیر جس دن مرسل اعظم نے شاہ لافتیٰ کے سر پر عمامہ سحاب باندھا، غدیر جس دن رسول اسلام ﷺ علی - کے سر پر خلافت عظمیٰ و امامت کبریٰ کا تاج رکھ کر بے حد خوش

ہوئے، غدیر جس دن اکابر صحابہ کی زبان پر بخ بخ صدا تھی غدیر جس دن شیطان کی ناک زمین پر رگڑی گئی، غدیر جس دن کفر اپنے دین سے مایوس ہوگیا، غدیر جس دن خدا نے مخالفوں کے عمل کو باطل قرار دیا، غدیر جس کا نام عرش پر عہد معہود اور فرش پر روز میثاق ہے، غدیر جس دن خداوند عالم نے روز الست اپنے بندوں سے عہد لیا کہ وہ معبود ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ رسولؐ ہیں اور حضرت علیؑ ولی ہیں، یہ تھا غدیر کا مختصر تعارف، مگر آج بھی دنیا غدیر کے پیغام کو سمجھ نہ سکی، بقول شاعر غدیر انظار سیتاپوری:

خون میں ڈوبے کھڑے ہیں آج بھی مظلوم دو
اک ابوطالبؑ کا ایماں، اک اعلان غدیر

آخر کلام میں خداوند عالم کی بارگاہ میں حضرت صدیقہ طاہرہ = کے وسیرہ سے دعا گو ہوں کہ بار الٰہ! ہم سب کو سچا اور مخلص پیروئے محمد و آل محمدؐ قرار دے اور نیک اعمال کی توفیق مرحمت فرما اور عید غدیر کی آخری کڑی منتقم خون حسینی یوسف زہراؑ، وارث پیغمبر خداؑ کے ظہور میں تعجیل فرما اور ہم سب کو ان کے غلاموں میں قرار دے۔ آمین۔

مآخذ

۱۔دائرۃ المعارف، ج۳،ص۵۴۲۔ ۲۔سفینۃ البحار،کلمہ غدیر
۳۔مائدہ:۶۸ ۴۔الغدیر، ج۱،ص۱۰
۵۔مائدہ:۶۳
۶۔صواعق محرقہ،ص۱۰۷؛ تاریخ بغداد، ج۷،ص۲۹۰؛فیض الغدیر ص۲۱۷ ؛مسند ابن حنبل، ج۴، ص۲۸۱؛ شواہد التنزیل، ج۱،ص۲۰۴
۷۔الغدیر، ج۱،ص۱۴۔ ۸۔الغدیر،ص۶۲ تا ۷۲
۹۔الغدیر،ص۲۹۴ تا ۳۱۳ ۱۰۔الغدیر،ص۱۶۶
۱۱۔الغدیر،ص۱۹۸ ۱۲۔الغدیر، ج۲،ص۹
۱۳۔روضۃ الصفا، جزء۲، ج۱،ص۱۷۳
۱۴۔الغدیر، ج۲، ص۱۶۵تا۲۱۵۔ ۱۵۔الغدیر،۱۲۵و۲۰۷
۱۶۔الغدیر،ص۲۵۸؛اصول کافی، ج۱،ص۲۰۳۔